کلمۂ شہادت کا مفہوم

الشیخ عبد الکریم الدیوان

ترجمہ

عتیق الرحمٰن الأثری

معنى شهادة أن لا إله إلا اللّٰه

الشيخ عبدالكريم الديوان

ترجمه : عتيق الرحمن الأثري

طبع على نفقة

مكتب دعوة وتوعية الجاليات بعنيزة هاتف ٠٦/٣٦٤٤٥٠٦

ص.ب.٨٠٨ فاكس ٣٦١٢٧٩٣

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۂ شہادت کا مفہوم

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن والاه وبعد !

امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دین اسلام کی بنیاد اور مخلوق پر عائد ہونے والی ذمہ داری کلمۂ شہادت کا اقرار ہے۔ یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بر حق معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بر گزیدہ رسول ہیں۔ چنانچہ کلمۂ شہادت ہی کے ذریعہ ایک کافر، مسلمان اور دشمن، دوست بن کر اپنی جان اور مال کے لئے حرمت و عصمت حاصل کرتا ہے، نیز ایک کافر شخص جب تک زبان سے کلمۂ شہادت نہیں پڑھے گا وہ مسلمان نہیں کہلائے گا، کیونکہ کلمۂ شہادت ہی اسلام کی کنجی اور اس کا پہلا بنیادی رکن ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے :=

بني الاسلام على خمس : شهادة أن لاإله إلا الله وأن محمداً رسول الله .(متفق عليه)

(ترجمہ) اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر قائم ہے۔ پہلا رکن اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی بر حق معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

استطاعت کے باوجود کلمہ نہ پڑھنے والے کا حکم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ : جس شخص نے استطاعت کے باوجود زبان سے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا وہ متفقہ طور پر کافر ہے' ہاں اگر وہ حسی یا حکمی طور پر کلمہ پڑھنے سے عاجز و بے بس ہے تو اس کا حکم اس کی حالت پر موقوف ہے۔

لاالٰہ الااللہ کا مفہوم

کلمۂ لاالٰہ الااللہ نفی و اثبات دو چیزوں پر مشتمل ہے۔ پہلے جزو" لاالٰہ " میں جملہ باطل معبودوں کی نفی' اور دوسرے جزو" الااللہ " میں خالص اللہ تعالیٰ کے لئے الوہیت کا اثبات ہے۔ پس لاالٰہ الااللہ کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے' اور بعض جاہلوں کا جو یہ خیال ہے کہ کلمۂ لاالٰہ الااللہ کا مطلب صرف زبان سے پڑھ لینا' یا اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کر لینا' یا ہر چیز پر اس کی حکومت و بادشاہت کو بلاشرکت غیر تسلیم کر لینا ہے تو یہ خیال بالکل فاسد ہے۔ کیونکہ اگر کلمۂ لاالٰہ الااللہ کا مفہوم یہ ہوتا تو اہل کتاب یہود و نصاریٰ نیز بت پرستوں کو اس کی طرف دعوت دینے کی ضرورت ہی کیا تھی جبکہ وہ اتنی بات کے قائل تھے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کلمۂ لاالٰہ الااللہ کا یہ مفہوم کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کیونکر درست ہو سکتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی بہت ساری چیزیں ہیں جن کی عبادت اور اور پرستش کی جاتی ہے' نیز اللہ تعالیٰ نے انھیں قرآن کریم میں آلھة کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے :=﴿ **فما أغنت عنهم آلهتهم التي يدعون من دون الله من شئى لما جاء أمر ربك** ﴾ (**هود ١٠١**) (ترجمہ) جب تمہارے رب کا عذاب آگیا تو ان کے یہ معبود جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے ان کے کچھ کام نہیں آئے۔ (سورہ ہود ۱۰۱) تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ معبود جن اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے باطل اور نادرست ہیں یہ کسی بھی طور پر عبادت کے ایک معمولی حصہ کا بھی حقدار نہیں ہیں۔ اور ان کے بطلان کے لئے یہ آیت کریمہ واضح اور ٹھوس دلیل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :=﴿**ذلك بأن الله هو الحق وأن ما يدعون من دونه هو الباطل وأن الله هو العلى الكبير** ﴾ (**الحج ٦٢**) (ترجمہ) یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے' اور اس کے علاوہ سارے معبود باطل ہیں' اور اللہ تعالیٰ بلند اور بڑائی والا ہے۔ (سورۂ حج ۶۲)

پس لاالٰہ إلااللہ کامعنیٰ یہ ہواکہ اللہ تعالیٰ کے سواکوئی معبود برحق نہیں ؛اور اسی کانام توحید ہے۔

اعمال کی صحت وقبولیت کلمۂ شہادت پر موقوف ہے

انسان کا ہر عمل بارگاہ الٰہی میں اسی وقت صحیح اور قابل قبول ہوگا جب وہ جادۂ توحید پر قائم ہوگا۔اگر وہ توحید سے عاری ہے تواس کاسارا عمل اکارت اور رائیگاں ہے ؛کیونکہ شرک کی آلودگی کے ساتھ کوئی عبادت درست نہیں ہوتی۔جیساکہ اللہ تعالیٰ کاارشادگرامی ہے :=

﴿ ماكان للمشركين أن يعمروا مساجد الله شاهدين على أنفسهم بالكفر أولئك حبطت أعمالهم وفى النار هم خالدون ﴾ (توبة ١٧)

(ترجمہ)مشرکوں کایہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں ؛حالانکہ وہ اپنےاوپر کفر کے گواہ ہیں۔ان کے سارے اعمال رائیگاں ہیں اورانہیں جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لئے رہناہے۔

کلمۂ شہادت کے شروط ولوازم

یہاں ایک سوال پیداہوتاہے کہ کیا محض زبانی اقرار سے شہادت صحیح ومعتبر ہوگی ؟خواہ عمل کیسابھی ہو ؛جیساکہ بعض لوگوں کاخیال ہے۔تواس کاجواب

یہ ہے کہ یہ خیال غلط اور جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ کلمۂ شہادت مجرد ایک کلمہ ہی نہیں جسے زبان سے ادا کر لیا جائے بلکہ اس کا ایک عظیم مفہوم ہے جس کا تحقیق بھی ضروری ہے۔ یعنی جب کوئی شخص کلمہ پڑھے تو ساتھ ہی ساتھ اس کے مفہوم کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہوئے اس تقاضوں کو پورا کرے' نیز اس کے منافی تمام امور سے اجتناب کرے۔ ایسی صورت میں وہ حقیقی مسلمان ہوگا اور اس کی جان و مال کے لئے حرمت ثابت ہوگی' ورنہ بلا معرفت و عمل کلمۂ شہادت کا زبانی اقرار کسی بھی حالت میں نفع بخش نہیں ہے۔

بنابریں شہادت کی صحت کے لئے مندرجہ ذیل چھ امور لازمی ہیں :=

ا۔ ساری عبادتیں خالص اللہ کے لئے کرنا۔ ☆ یعنی بندہ کی نماز' روزہ' دعاء' فریاد' نذر و منت' ذبح و قربانی اور دیگر عبادتیں خالص اللہ کے لئے ہوں۔ اگر ان عبادتوں کا معمولی حصہ بھی غیر اللہ کے لئے کیا خواہ وہ کوئی بھی ہو تو اس کی شہادت غیر معتبر ہو جائے گی' وہ توحید پرست نہیں بلکہ مشرک ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے := ﴿ **وقضٰى ربك أن لاتعبدوا إلا إياه** ﴾ (**الاسراء ٢٣**) (ترجمہ) اور تمہارے رب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم لوگ صرف اسی کی عبادت کرو۔ (اسراء ٢٣)

اور یہی کلمۂ لاالٰہ الااللہ کا مطلب ہے' نیز تمام علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کلمۂ شہادت پڑھنے کے بعد اگر کوئی شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو اس سے لڑائی کی جائے گی یہاں تک کہ وہ توحید کو بجا لائے۔

۲=اللہ ورسول کی خبر دی ہوئی تمام غیبی باتوں پر ایمان لانا'

پس شہادت کے تحقق کے لئے جنت و جہنم' آسمانی کتب' انبیاء ورسل' یوم آخرت' بھلی اور بری تقدیر اور دیگر امور غیب پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۳=اللہ کے علاوہ تمام باطل معبودں کا انکار کرنا۔

جیسا کہ مسلم شریف میں ارشاد نبوی ہے :=

((من قال لاالٰه إلا الله و كفر بما يعبد من دون الله حرم ماله و دمه وحسابه على الله)) (مسلم)

(ترجمہ) جس شخص نے کلمہ لاالٰہ الااللہ پڑھا اور اللہ تعالٰی کے سوا تمام باطل معبودوں کا انکار کیا تو اس کی جان ومال کے لئے حرمت ثابت ہو گئی اور اس کا حساب وکتاب اللہ کے سپرد ہے۔(مسلم)

پس اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے جان ومال کی عصمت وحرمت دو چیزوں پر معلق ومشروط قرار دیا ہے' پہلی کلمۂ شہادت کا اقرار'

اور دوسری تمام باطل معبودوں کی عبادت کا انکار ' لہذا حقیقی مسلمان وہ ہے جو مشرکوں سے کنارہ کش ہو کر ان کی عبادتوں کا انکار کرے ' اور ان سے کوئی تعلق نہ رکھے ' جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین اور ان کی عبادت سے براءت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا :=

﴿ إننی براء مما تعبدون إلا الذی فطرنی ﴾ (زخرف ٢٦=٢٧)

(ترجمہ) میرا تمہارے معبودوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا تعلق اس ذات سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔(زخرف ٢٦=٢٧)

اور یہی مفہوم اس آیت کریمہ کا بھی ہے :=

﴿ فمن یکفر بالطاغوت ویومن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقیٰ ﴾ (البقره٢٥٦)

(ترجمہ) جس نے طاغوت کا انکار کیا' اور اللہ پر ایمان رکھا تو اس نے مضبوط سہارا تھام لیا۔(البقره٢٥٦)

آیت کریمہ میں ,, عروۂ وثقیٰ " سے مراد دین اسلام ہے ' اور کفر بالطاغوت سے مراد طاغوت کی عبادت کا انکار اور اس سے براءت کا اظہار کرنا ہے ' اور طاغوت سے مراد اللہ کے ماسوا وہ تمام چیزیں ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ مگر انبیاء کرام ' صالحین اور فرشتے طاغوت میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ ان کی عبادت سے راضی نہیں تھے ' بلکہ ایسا شیطان کے ورغلانے

سے ہوا۔

۴= کلمۂ لاالٰہ الااللہ کے تقاضے کے مطابق اللہ ورسول کے احکام پر عمل پیرا ہونا' چنانچہ ارشادربانی ہے :=

﴿ فإن تابوا وأقاموا الصلاة واتوا الزكاة فخلوا سبيلهم ﴾ (توبة ٥)

(ترجمہ) پس اگر وہ شرک سے توبہ کر کے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو تم ان کا راستہ چھوڑ دو۔ (توبہ ۵)

اور یہی بات قدرے وضاحت کے ساتھ حدیث شریف میں بھی مذکور ہے ' چنانچہ ارشاد نبوی ہے :=

((أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لااله إلاالله وأن محمداً رسول الله ويقيمواالصلاة ويوتوا الزكاة فإن فعلوا ذٰلك عصموا منى دمائهم وأموالهم إلا بحق الإسلام وحسابهم على الله .)) (متفق عليه)

(ترجمہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑائی کروں یہاں تک وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور نماز قائم کرکے زکوٰۃ دینے لگیں' اگر وہ ان امور کو بجالائیں تو ان کے جان ومال میری جانب سے محفوظ ہیں' اِلّا یہ کہ ان پر کوئی شرعی حد واجب ہو اور

ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔(بخاری و مسلم)

اور مندرجہ بالا آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ شرک سے توبہ کر کے توحید پر قائم ہو جائیں، اور نماز و زکوٰۃ کی ادئیگی کے پابند ہو جائیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو یعنی ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کرو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :=((جو لوگ اسلام کے متواتر و ثابت شدہ احکام و شرائع کی پابندی سے منہ موڑتے ہیں ان سے لڑائی کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ شرائع اسلام کے پابند ہو جائیں خواہ وہ کلمہ گو اور اسلام کے بعض احکام کے پابند ہی کیوں نہ ہوں، جس طرح خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا تھا اور پھر اسی پر فقہاء کرام کا اجماع و اتفاق ہو گیا))

۵= کلمۂ شہادت کے تحقق کے لئے مندرجہ ذیل شرطوں کا بھی پایا جانا ضروری ہے :=

۱= **علم جو جہالت کے منافی ہو** = یعنی کلمہ پڑھنے والے کو اس بات کا پوری طرح علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں ہے۔

۲= **یقین جو شک کے منافی ہو** : یعنی اسے کامل یقین ہو کہ اللہ ہی معبود برحق ہے۔

۳ = **اخلاص** : یعنی وہ اپنی ساری عبادتیں خالص اللہ کے لئے کرے ' اس کا ادنیٰ حصہ بھی غیر اللہ کے لئے نہ ہو ورنہ وہ مشرک ہو گا۔

۴ = **صدق** : یعنی وہ صدق دل سے کلمہ پڑھے ' اس کے دل وزبان کے درمیان ہم آہنگی ہو ' ایسا نہ ہو کہ زبان پہ لاالٰہ الااللہ کا ورد ہو اور دل ودماغ میں اس کا کوئی اثر نہ ہو ' اگر ایسی بات ہے تو اس کی شہادت غیر مفید ہو گی اور وہ دیگر منافقوں کی طرح کافر ہو گا۔

۵ = **محبت** : یعنی اس کا دل محبت الٰہی سے معمور ہو ' اگر زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور دل محبت الٰہی سے خالی ہے تو ایسا شخص کافر ہی شمار کیا جائے گا۔

۶ = **انقیاد** : یعنی وہ خالص اللہ کی بندگی کرے ' شریعت الٰہی کا پابند ہو ' نیز اس کا ایمان واعتقاد ہو کہ یہی برحق ہے ' پس جو شخص غرور و گھمنڈ کی وجہ سے اس سے اعراض کرے گا وہ ابلیس اور اس کے پیروکاروں کی طرح کافر ہو گا۔

۷ = **قبولیت** : یعنی وہ کلمۂ شہادت کے مدلول کو قبول کرے بایں طور کہ اپنی ساری عبادتیں خالصۃً لوجہ اللہ کرے اور معبودان باطلہ کی عبادت سے کنارہ کش ہو ' نیز وہ اس کا التزام کرے اور اس سے مطمئن ہو۔

۶= شہادت کی صحت کے لئے واجب ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد اس کے نواقض اور منافی امور میں سے کسی چیز کا ارتکاب نہ کیا جائے اور نواقض شہادت درج ذیل ہیں :

۱= اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے بنانا، ان سے دعائیں مانگنا، شفاعت طلب کرنا اور ان پر بھروسہ کرنا، اگر کسی نے کلمہ پڑھنے کے بعد ایسا کیا تو وہ اجماعی طور پر کافر ہے۔

۲= مشرکوں کو کافر نہ سمجھنا، یا ان کے کافر ہونے میں شک کرنا، یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھنا، ایسا کرنے سے کلمۂ شہادت کا اعتبار ختم ہو جائے گا۔

۳= یہ اعتقاد رکھنا کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کا طریقۂ زندگی جامع و مکمل ہے یا آپ کے طریقۂ حکومت سے کسی اور کا طریقۂ حکومت افضل و بہتر ہے، مثلاً طاغوتی نظام حکومت کو آپ ﷺ کے نظام حکومت پر ترجیح دینا۔

۴= رسول کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی چیز کو ناپسند کرنا، ایسا کرنے سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو۔

۵= رسول اللہ ﷺ کے دین میں سے کسی چیز کا یا اس کے جزا و سزا کا مذاق اڑانا، ایسا کرنے والا کافر ہے ۔ اور اس کی شہادت بے سود ہے۔

۶ = مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد و حمایت کرنا۔

۷ = یہ اعتقاد رکھنا کہ کچھ مخصوص لوگ شریعت محمدی کے حدود و قیود کی پابندی سے آزاد ہیں۔

۸ = اللہ کے دین سے اعراض کرنا بایں طور کہ نہ اسے سیکھنا اور نہ اس پر عمل کرنا۔

۹ = دین الٰہی کے کسی حکم کو جھٹلانا۔

۱۰ = اللہ و رسول کی حرام کردہ چیز کو حلال و مباح سمجھنا، مثلاً یہ کہنا کہ سود حلال ہے یا زنا حلال ہے۔

روایتوں میں تعارض و تطبیق

صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :=

((ما من عبد قال : لاإله إلاالله ثم مات على ذٰلك إلا دخل الجنة)) (ترجمہ) جس نے کلمہ پڑھا اور اسی پر اس کی موت ہوئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں :=

((من شهد أن لاإله إلاالله وأن محمداً عبده ورسوله حرم الله عليه النار))

(ترجمہ) جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، تو اس کے اوپر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔

مذکورہ بالا دونوں روایتیں بظاہر بعض متواتر روایتوں سے متعارض و متصادم نظر آتی ہیں، کیونکہ ان کے ظاہری مفہوم سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ انسان کے جنت میں داخل ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات پانے کے لئے صرف کلمۂ شہادت کا زبانی اقرار ہی کافی ہے۔ جبکہ دوسری بعض متواتر روایتوں میں بصراحت مذکور ہے کہ جہنم کی آگ سے ہر اس شخص کو نکالا جائے گا جس کے دل میں جَو کے ایک دانہ کے برابر خیر ہوگا، نیز اس کے اعضاء سجود جہنم کی آگ پر حرام ہوں گے۔ یہ اس بات کا محکم ثبوت ہے کہ کلمہ پڑھنے کے باوجود بعض لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ ان کا محض زبانی اقرار جہنم سے بچاؤ کے لئے کافی نہ ہوگا۔

تو ان روایتوں میں تطبیق کے سلسلہ میں سب سے عمدہ اور فیصلہ کن بات شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کہی ہے۔ فرماتے ہیں: ((یہ روایتیں جو بظاہر مطلق نظر آتی ہیں حقیقت میں یہ چند اہم قیود سے مقید ہیں، جیسا کہ پہلی روایت میں ((ثم مات علی ذالک)) اور بعض روایتوں میں ((خالصاً من قلبہ)) کی قید صراحتہً موجود ہے، پس ان قیود و مخصصات کے پیش نظر ان روایتوں کے

مصداق صرف وہ لوگ ہیں جنھوں نے یقین محکم اور صدق دل سے کلمہ پڑھااور اسی پر ان کی موت ہوئی' یعنی تادم حیات وہ اس پر ثابت قدم رہے ۔رہیں وہ روایتیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ بعض لوگ کلمہ پڑھنے کے باوجود جہنم میں ڈالے جائیں گے' تو ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے دیکھا دیکھی یا رسمی طور پر کلمہ پڑھ لیا مگر ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا یا وہ مرتے دم تک اس پر قائم نہیں رہے' اور اکثر ایسا ہی لوگ کرتے ہیں۔))

چنانچہ جس نے اخلاص قلب اور یقین کامل سے کلمہ پڑھا پھر اس نے کسی گناہ پر اصرار نہیں کیا اور شرک کا ارتکاب نہیں کیا تو ایسے شخص پر ضرور جہنم کی آگ حرام ہو گی ۔

امام حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ لاالٰہ الااللہ کا پڑھنے والا جنت میں ضرور داخل ہو گا' تو انھوں نے فرمایا کہ ہاں مگر جس نے اس کے شروط و تقاضوں کو پورا کیا۔

امام وہب بن منبہؒ سے پوچھا گیا کہ کیا لاالٰہ الااللہ جنت کی کنجی نہیں ہے ؟ تو انھوں نے فرمایا کیوں نہیں ضرور ہے۔ مگر کنجی میں دندانے ہوتے ہیں اگر تم دانت والی کنجی لاؤ گے تو اس سے جنت کا دروازہ کھلے گا ورنہ نہیں۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا۔